Lesson 3: Al-Isra (Ayaat 23- 35): Day 10 سُوۡرَةُ بَنِیۡۤ اسرآئیل / الإسرَاء کی تفسیر

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ﴿۲۳﴾

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ: تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اُس کی والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس اُن میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا ؕ ﴿۲۴﴾

اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو، اور دعا کیا کرو کہ "پروردگار، ان پر رحم فرما جس طرح اِنہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا"

بعض اوقات انسان پوری محبتوں کے باوجود اس طریقے سے اظہار نہیں کر پاتا، یا بعض اوقات موقع نہیں ملتا۔ ماں باپ بات نہیں سمجھ پاتے، under standing نہیں ہوتی، اولاد نیک ہوتی ہے۔ تو ایسی صورت میں اولاد کے دل کا بوجھ دور کرنے کے لئے اگلی آیت میں فرمایا؛

رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِىۡ نُفُوۡسِكُمۡ ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا صٰلِحِيۡنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلۡاَوَّابِيۡنَ غَفُوۡرًا ﴿۲۵﴾

تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے اگر تم صالح بن کر رہو تو وہ ایسے سب لوگوں کے لیے درگزر کرنے والا ہے جو اپنے قصور پر متنبہ ہو کر بندگی کے رویے کی طرف پلٹ آئیں

بہت ہی خوبصور آیات ہیں۔ جس میں اللہ تعالی نے اپنا حق دلواتے ہوئے، ساتھ ہی ساتھ والدین کے حقوق کی بات کی۔ آیت کا آغاز ہے وَقَضٰى، لفظ فیصلے کے لئے آتا ہے، یہاں اللہ تعالی اپنے فیصلے بتاتا

ہے۔ کس عدالت میں یہ فیصلے نافذ ہوتے ہیں؟ یہ فیصلے ضمیر کی عدالت میں نافذ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے انسانوں کو جو قوانین دیے ہیں، دنیا کی کچھ عدالتیں ایسی ہو سکتی ہیں جو اُن کو پکڑ نہ سکیں، جو لوگ ان قوانین کو نہیں نبھاتے، لیکن اللہ تعالی نے ہر انسان کے اندر ایک ایسی عدالت ڈال دی جس کو "ضمیر" کہتے ہیں۔ اور اُس کے اندر ہر بندے کو ٹوک پڑتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اس طریقے سے خود کو تیار کرو کہ دنیا کی کوئی بھی عدالت تم کو نہ پکڑ سکے، مگر تم کو یہ پتا ہو کہ تمہارا ربّ تم سے کیا چاہتا ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں ہمیں سمجھ ہی نہیں آتی کہ اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اللہ تعالی کہتے ہیں میں نے تمہارے دل میں رکھ دیا ہے کہ کیا چاہتے ہیں۔ "استفتح قلبك" اکثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام فہم بات کے جواب میں یہی کہا کرتے تھے۔ کہ اپنے دل سے پوچھو، چاہے لوگ تمھیں فیصلہ دے دیں۔ دنیا میں تو لوگ عدالت کے قانون کے ڈر سے تو احکام مانتے ہیں، مگر اللہ کے حکموں کو نہیں مانتے۔ اُن کا خیال ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی کچھ بگاڑ بھی نہیں سکتا۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ کے ایک ایک حکم کو سمجھنے والے بن جائیں۔

دوسری بات کہی گئی کہ اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کرو، عبادت کیا ہے؟ بندہ اپنا سب کچھ اللہ کو سونپ دے۔ سب سے کٹ کر اللہ کے ہو جاؤ۔ یہ "ربوبیت" ہے۔ دنیا کے سب خداؤں کو چھوڑ دو، صرف اللہ پر نظریں لگالو۔ سب کو انسانی معاملات میں نہیں چھوڑنا، عبادت کے معنی میں چھوڑنا ہے۔ آج لوگ مال سے مرعوب دکھائی دیتے ہیں، تو کوئی طاقت سے، کوئی لوگوں سے، جس کی لاٹھی اُس کی بھینس، یہ جملے ہم سنتے ہیں۔ پرستار کا لفظ تو آپ نے بھی سنا ہو گا۔ فلاں اُس کی پرستار ہیں۔ اسکا روٹ ہے پرستش، آج لوگ فلمی لوگوں کے پرستار بن گئے۔ اُن کی پرستش کرنے والے، warshiper

کتنا عام لفظ ہے، آج یہ ہمارے معاشرے میں! کہ آپ کے پرستار۔ پھر کہتے ہیں توحید پہ چوٹ نہ پڑے۔ پھر کہتے ہیں بہت اچھا عقیدہ ہے ہمارا، آج کتنی ہی مائیں ہیں جو اپنے بچوں کی غلام بن چکی ہیں۔ اُن کی ہر جائز اور ناجائز مان کر۔ اور آج کتنی ہی بیویاں ہیں جنھوں نے اپنے شوہروں کو خدا بنالیا ہے۔ اُن کا نام لے لے کر غلط کام کرتی ہیں، اور کتنی ہی بہوئیں ہیں جنھوں نے اپنے سسرالیوں کو اپنا ربّ بنالیا ہے۔ اور اللہ کا تو ایک ہی فیصلہ ہے أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ؛ جس کی ہر بات مانیں گے وہ خود ہی ربّ بن جائے گا۔ ہر بندہ اس ناطے سے اپنی توحید چیک کر سکتا ہے۔ والذین آمنو اشد حب اللہ یہ ہو نہیں سکتا کہ بندے کو اللہ سے شدید محبت ہو اور دکھ میں اُسے کوئی اور یاد آئے۔ سکھ میں کسی اور کی طرف نظریں چلی جائیں۔ غموں میں اللہ سے دور ہونے لگیں، ڈپریشن میں جاکر، خوشیوں میں دور جانے لگیں سرکشی کی صورت میں، گھبراہٹ میں اُس سے دور جائیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھیں عام حالت میں بندے کو اپنا تعلق اللہ کے ساتھ پتا نہیں چلتا۔ جیسے جسم کا درجہ حرارت عام حالات میں پتا نہیں چلتا۔ بہت بخار ہو چیک کریں تو پتا چلے گا کہ کتنا زیادہ ہے۔ یا بلڈ پریشر کم ہو جائے تو جسم ٹھنڈا ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح ہمارا تعلق اللہ کے ساتھ جو بندگی کا ہونا چاہیئے، وہ عام حالات میں پتا نہیں چلتا۔ اُس کے لئے اللہ تعالی کبھی دکھ ڈالتے ہیں، کبھی مشکلات میں ڈالتے ہیں۔ ایسے وقت میں ہم عموماً پھسل جاتے ہیں۔

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں صرف وہی ایک ہستی بس اور کوئی نہیں۔ اور ہم کہتے ہیں فلاں پہ مر مٹیں گے۔ تیری زلفوں پہ مر مٹیں ہیں۔ فلموں اور گانوں میں سارا کا سارا شرک سکھایا جاتا ہے۔ تیرے نام سے جیتے ہیں تیرے نام پہ مرتے ہیں۔

إِلَّآ إِيَّاهُ اللہ کی عبادت کرنا اور بات ہے۔ إِلَّآ إِيَّاهُ کرنا اور بات ہے۔ لوگ اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں لیکن، ساتھ ہی ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں۔ اللہ کو ایسے لوگ بالکل بھی پسند نہیں ہیں۔ اللہ کہتے ہیں، جاؤ باقی کا حصہ بھی اُس کو دے دو۔ جس نے جان دی، وہ ہم دوسروں کو دیتے پھرتے ہیں۔ اس آیت کی روشنی میں اپنے آپ کو چیک کریں گے کہ ہمارا تعلق اللہ کے ساتھ عبدیت اور بندگی والا ہے کہ نہیں۔

اِس کے بعد انسان کے حقوق کی بات ہوتی ہے۔ اور انسانوں کے حقوق میں سب سے پہلے والدین کے حقوق کی بات آتی ہے۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ والدین کے ساتھ احسان کرو، کیوں؟ بچہ آتا تو اللہ کے حکم سے ہے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ ماں، باپ ذریعہ بنتے ہیں۔ اور اللہ تعالی کبھی کسی کا حق نہیں رکھتا۔ اس لئے ماں، باپ کا نام پہلے لے لیا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالی ہمارے والدین سے بھی محبت کرتا ہے۔ ورنہ وہ کبھی بھی ہمیں حکم نہ دیتا کہ اپنے والدین پہ احسان کرو۔ اس سے یہ بات بھی پتا چلتی ہے کہ اللہ نے صرف ہمیں اپنے ہی حقوق نہیں بتائے، بلکہ والدین کے بھی سکھائے۔ ایک اور بات بھی پتا چلتی ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے آپ کے حقوق جانیں، پہلے اُن کو اللہ کے حقوق سکھائیں، اللہ نے جب انصاف سکھایا تو آپ پھر اللہ کے حقوق کیوں نہیں سکھاتے۔ بچوں کو خود بگاڑ دیتے ہیں۔ جب آپ کے سامنے بولتے ہیں تو پھر آپ کو غصہ آتا ہے۔ اللہ کے نافرمان بنیں رہیں تو آپ کہتے ہیں کوئی بات نہیں خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔ پڑھ لیں گے نمازیں، ابھی بچے ہیں، ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ جس دن بچہ ماں کے سامنے بولتا ہے تو تب ماں سوچتی ہے اب اس کو کسی درس میں لے کر چلنا چاہیئے۔ اور پھر جاتے ہی کہہ دیتے ہیں کہ آج ذرا والدین کے حقوق کی بات بتائیے۔ یہ ہے

ظلم کی حد۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، حق نہیں احسان کی بات ہے، پیچھے سورہ النحل میں اس پہ بات کر چکے ہیں۔ حق سے زیادہ دینا۔ ایک شخص نے اپنی ماں کو کندھوں پہ اُٹھا کر حج کروایا۔ اور صحابہ سے آکر پوچھا کیا میں نے حق ادا کر دیا، انھوں نے کہا کہ تم نے تو ان کے ایک درد کا حق بھی ادا نہیں کیا۔ حق سے زیادہ دینا ہے اور اس امتحان کی عملی صورتیں بہت ساری ہو سکتی ہیں۔ مثلاً سب سے پہلا احسان کیا ہو گا کہ اُن کے لئے شکر گزاری رکھنا، اپنے دل میں شکر کرنا کہ اللہ تعالی نے ہمیں ماں، باپ تو دیئے۔ یہ وہ بیج ہے جو دلوں میں آ گیا تو رویوں میں بھی احسان آئے گا، زبان پہ بھی احسان آئے گا۔ اور اسی کے ساتھ، ساتھ ہماری ٹون اُن کے لئے بدلتی جائے گی۔

اگر یہ احسان نہیں ہو گا تو پھر جو مرضی آپ کہتے رہیں کرتے رہیں، بات نہیں بنے گی۔ پھر اس کے بعد ماں، باپ کے ساتھ احسان کی دوسری صورت کیا ہو گی کہ ہم اپنے آپ کو ان کے سامنے عاجز محسوس کریں۔ ہمارا وجود انہی کی وجہ سے ہے۔ جب ہم یہ سوچیں گے تو ہمارا معاملہ ان کے ساتھ بہتر ہو گا۔ پھر اس کے بعد ماں باپ کے ساتھ احسان کی تیسری صورت کیا ہے کہ بچپن میں انہوں نے جو ہم پر محنت کی اس کو نہ بھول جائیں۔ اگر والدین نے بچپن میں کوئی غلطی کر دی ہماری پرورش میں تو ان کو طعنہ نہ دیا جائے۔ دیکھئے ہر کسی کو نیک اور متقی والدین نہیں ملتے۔ چوروں کے بھی بچے ہوتے ہیں، ڈاکوؤں کے بھی بچے ہوتے ہیں۔ ماں باپ کے ساتھ بچوں کا رویہ عاجزی والا ہونا چاہیے، یہ آیات اس کا بہترین ثبوت ہیں کہ تم ان کے ساتھ کتنا پیار والا معاملہ کرو اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، اب والدین کے ساتھ انسان کا تعلق

مختلف حالات میں مختلف ہوتا ہے۔ لکھیں؛ کیا میرا معاملہ والدین کے ساتھ احسان والا ہے؟ میں اپنے والدین کی شکر گزار ہوں؟ میرے دل میں والدین کی طرف سے عاجزی آتی ہے کیا؟ میں اپنے وجود کو ان کے مرہون منت سمجھتی ہوں؟ احسان کی اگلی قسم ہے شکوہ شکایت سے پرہیز کی جائے۔ بعض اوقات انھوں نے ٹھیک سے آپ کو پالا نہیں، تربیت ٹھیک نہیں کر پائے، آپ کو قرآن نہیں پڑھایا، اب آپ پڑھیں گے، تو اس کا مطلب یہ تو نہیں آپ ان کے آگے جج بن جائیں۔ کہیں بھی اللہ تعالی نے قرآن مجید میں یہ نہیں فرمایا کہ تم اپنے والدین کی تربیت کرو، اولاد دین میں تھوڑی سی بھی آتی ہے تو اُنکی ٹون ہی بدل جاتی ہے۔ مت والدین کو جھڑکیں، اللہ نے منع کیا ہے۔ اگر انہوں نے کمی کی ہے تو آپ اس کو چھوڑ دیں۔ انسان ہیں، کمی ہو جاتی ہے، بعض اوقات مرتے دم تک انسان اپنے والدین کو نہیں بخشتے۔ ہمارے ماں باپ نے ایسا کیا، ویسا کیا۔ جب آپ دین کی طرف آتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ تو ظلم کیا۔ اکثر والدین بچوں کو بچپن میں کام میں لگا دیتے ہیں، جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہمارے والدین نے ہمیں تو کام پر لگا دیا۔ ہمیں تو دین کے بارے میں سکھایا ہی نہیں ہے۔ ہمیں تو قرآن ہی نہیں پڑھایا شکوہ شکایت سے پرہیز کریں۔ آپ کو کبھی لگے کہ دوسرے بہن بھائیوں کی نسبت آپ میں کچھ کمی رہ گئی ہے تو حضرت یوسف علیہ سلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ یاد کریں۔ پھر اسی طرح والدین کو خوش رکھنا، یہ بھی احسان کی ایک صورت ہے۔ اکثر اوقات ہم ان کی ساری ضروریات کا خیال رکھتے ہیں, مگر خوشی نہیں دیتے۔ ان کو خوش رکھنے کی کوشش کریں, ہر لحاظ سے جو بھی کر سکیں۔ ترمذی کی روایت ہے آپ نے فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر سے یہ روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ یہاں ماں کا لفظ نہیں ہے باپ بہت کم ناراض ہوتے ہیں۔ اگر ہوتے ہیں تو کسی وجہ

سے ہوتے ہیں۔مائیں چھوٹی چھوٹی باتوں پرناراض ہو جاتی ہیں۔ تمہیں معاف نہیں کروں گی، دودھ نہیں بخشوں گی,ماں کا درجہ اپنی جگہ لیکن ماں اور باپ دونوں کو خوش رکھنا ہوتا ہے۔۔ عجیب تعلق ہے یہ، عجیب رشتہ ہے،اور بچہ جب اس دنیا میں آتا ہے,جسمانی، جذباتی، ہر لحاظ سے والدین کا محتاج ہوتا ہے۔اور خاص طور پر ماں کا۔ کبھی سورہا ہے، کبھی کھارہا ہے، کبھی پی رہا،ماں کا محتاج ہے۔اس طرح جسمانی لحاظ سے انسان کتنا کمزور ہوتا ہے۔وہ ماں پر ڈیپینڈ کرتا ہے، مکھی بھی جسم پر بیٹھ جائے تو اس کو بھی نہیں اُڑا سکتا. جب تھوڑا سا بچہ بڑا ہوتا ہے،تو جسمانی لحاظ سے خود مختار ہونے لگتا ہے۔خود کھانے لگتا ہے،خود چلنے لگتا ہے، کپڑے پہننے لگتا ہے۔ہر جگہ پر آنا جانا ہر لحاظ سے وہ خود پر انحصار کرنے لگ جاتا ہے۔

ایک وقت آتا ہے بچہ جسمانی لحاظ سے اپنے آپ کو ریلیکس محسوس کرتا ہے۔پھر ایک ایسا وقت آتا ہے بچہ تھوڑا اور بڑا ہو جاتا ہے،تو وہ نہ والدین پر انحصار کرتا ہے نہ والدین اس پر انحصار کرتے ہیں۔یہ درمیانی عمر ہوتی ہے۔اب دیکھئے اللہ تعالی کیسے طاقت ٹرانسفر کرتے ہیں۔جس درجے پر بچہ تھا،اب وہاں اب ماں باپ آنے لگتے ہیں۔تو جو چیز سب سے پہلے آتی ہے وہ کیا ہے؟ جیسے بچہ شروع میں تھا،دونوں پر انحصار کرتا تھا اسی طرح والدین پہلے ہی مرحلے پر بچے پر انحصار کرنے لگتے ہیں۔وہ آتے، جاتے ان کا منہ دیکھتے ہیں،اس کے بولنے کا انتظار کرتے ہیں، کہ آج اِن کا موڈ کیا ہے دیکھتے ہیں، آج میرے پاس بیٹھتا ہے یا سیدھے گزر جاتا ہے۔پتا نہیں وقت ہے کہ نہیں ہے۔والدین پہلے بچے کے ایموشنلی ڈیپینڈنٹ ہوتے ہیں، پھر جا کر جسمانی طور پر بھی بچوں پر انحصار کرتے ہیں۔ایک وقت آتا ہے جسمانی طور پر ہر لحاظ سے بہت کمزور ہو جاتے ہیں۔اور اپنے بچوں کے محتاج ہو کر رہ جاتے ہیں۔اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ ان کو بھی کھانا کھلانا پڑتا ہے، پھر ان کے کپڑے بھی بدلنے پڑتے ہیں، پھر

ان کو بھی بار بار دیکھنا پڑتا ہے، کیا ہوا، کس طرح ہوا، کیا ضرورت ہے۔ اور پھر واقعی ہی ایک ایسی کیفیت آجاتی ہے کہ وہ بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے اس وقت بچوں کے پاس والدین کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ ان کی مصروفیات بہت ہوتی ہیں۔ فرق یہ ہے جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے ماں کی ساری مصروفیات بچے کے ارد گرد ہی گھومتی ہیں۔ کیا کیا تونے اے انسان! تم نے اپنے رب کا کہیں بھی حق ادا نہ کیا۔ سرکشی، بغاوت۔ ایک وقت آتا ہے ماں باپ بچوں پر بوجھ بن جاتے ہیں، پانچ، چھ بچوں کو ایک ماں سنبھال لیتی ہے، باپ سنبھال لیتا ہے۔ لیکن پانچ بچے مل کر بھی ایک ماں باپ کو نہیں سنبھال سکتے۔ چپکے چپکے باتیں ہو رہی ہوتی ہیں اب کس کی باری ہے۔ اب کتنے دن رہ گئے، کتنا وقت رہ گیا۔ اچھا کچھ دن ہیں، کچھ ماہ باقی ہیں، 29 کا مہینہ ہے یا اٹھائیس کا یا تیس کا ہے، باریاں لگا لیتے ہیں، ہر چیز ہونے کے باوجود دنیا میں مال و اسباب سب کچھ ہے، 3،3 ماہ، ماں ہر بیٹے کے گھر میں جاتی ہے۔ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پر ڈال دی جاتی ہے۔ نوکر رکھے ہوئے ہیں اس کے باوجود بھی بہوؤں کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہائے اب میری ساس میرے گھر آنے والی ہے۔ ساس آتی ہے تو ان کی سانس اکھڑنے لگتی ہے، بھول جاتے ہیں کہ اصل میں شوہروں کے ماں باپ بھی ہمارے ماں باپ ہیں۔ نہ پیدا ہوتے بیٹے تو، یہ ہمارے شوہر کہاں سے ہوتے۔

یہ صرف ہمارے ماں باپ کے مسئلہ نہیں ہے، یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جس کے دل میں اپنے والدین کے لئے بھی تقویٰ ہے۔ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں۔ ان میں سے کوئی ایک یا دونوں دو ہوں تو ساتھی بن جاتے ہیں۔ ایک دوسرے سے بات تو کر لیتے ہیں۔ جو اکیلا رہ جاتا ہے وہ بہت دکھی ہوتا ہے۔ وہ کس کے ساتھ لڑے، وہ کس کے ساتھ باتیں کریں، وہ کس کو لاڈ دکھائے، اس کے تو کوئی لاڈ دیکھنے والا ہی

نہیں رہے گا، وہ کس کو ٹو کے بالکل اکیلا بچہ / آپ کہیں چھوڑ دیں تو بعض اوقات چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ اس کو اپنے جیسا کوئی انسان چاہیے۔ اسی طرح انسان کے اوپر بھی ایک وقت آتا ہے اس کے ساتھ بھی اس کا اپنا کوئی ساتھی ہو، سننے والا، بات کرنے والا، لڑنے والا، پھر اس وقت اولاد کے پاس وقت نہیں ہوتا، اور وہ بوڑھے ماں باپ ایک الگ تھلگ کوٹھڑیوں میں پڑے رہتے ہیں، بچوں کے پاس وقت نہیں ہوتا ان کے پاس جا کر بیٹھے۔ ان سے بات کرے، ان کو کہانیاں سنائے۔ ماں لوری سنا لیتی ہے، بچے کو تھپک تھپک کر سلا دیتی ہے، بات کر لیتی ہے، بچے نہیں سناتے ماں باپ کو لوریاں۔ وہ کہتے ہیں آپ کو کیا ہے، آپ کو تو بات کی سمجھ نہیں آتی؛ بچہ دس بار بات کرے تو ماں کہتی ہے جی صدقے، بچے کہتے ہیں آپکو تو سمجھ نہیں آتی۔

اسی لئے اللہ تعالی نے کہا ہے والدین کے ساتھ احسان کا معاملہ رکھو، والدین کی خوشی کا معاملہ پیسے سے نہیں ہے، ماں باپ کی خوشی اپنے بچوں میں ہے۔ حالات کے مطابق جو کر سکیں کریں۔ کبھی ناراض ہو جائیں گے، کبھی خوش ہو جائیں گے، کوئی بات نہیں۔ تو آپ کے ساتھ ناراض ہوتا ہے، آپ کے ساتھ خوش ہوتا ہے، لاڈ کریں ان سے، پیار کریں، یقین کریں یہ دعاؤں کی پوٹلیاں ہیں جو اللہ تعالی نے ہمارے گھروں میں رکھی ہوئی ہیں۔ جس کو نصیب ہیں، خوش نصیب ہیں وہ لوگ، جن کے گھر میں ماں، باپ ہیں اور وہ ان کی خدمت کرتے ہیں۔ اور دعائیں لیتے ہیں۔ اور جس کے پاس نہیں ہیں، وہ بہت بڑی نعمت سے محروم ہیں۔ سوچیے بوڑھے ماں باپ کی دعاؤں پر کتنے پیسے لگ جائیں گے۔ ان کی دعاؤں کی وجہ سے تمہارے گھر میں خیر و برکت بھی تو آرہی ہے اگر کچھ تمہارا لگتا ہے تو اس کے بدلے میں ہزاروں خیر تمہارے گھر میں آتی ہے۔ تمہارے رزق میں تمہارے مال میں تمہاری زندگی میں جو برکت ہے کہاں سے ہے کس کی وجہ سے ہے؟ یہ تو تمہاری لیے جنت کے راستے ہیں، تم صرف پیار سے

ان کو دیکھ لو اللہ سبحانہ تعالی تمہیں حج کا ثواب دیتے ہیں۔ اور تمہاری آنکھوں کو پاک کر دیتے ہیں۔ تو کوشش کریں کہ ماں باپ کو خوش رکھیں، وہ بے شک خوش نہ ہوں، یہ ایک الگ مسئلہ ہے، کچھ ماں باپ ایسے بھی ہوتے ہیں جو خوش نہیں ہوتے، لیکن آپ نے ان کو خوش رکھنا ہے، آپ ان کو ہنسائیں۔ آپ نے اگر ان کو رلایا ہے تو ان کو ہنسائیں دکھی کیا ہے تو سکھ دیں۔

پھر اسی طرح ایک اور احسان ہے کہ ان کی خدمت کریں، اِن کی خدمت پیسے سے کریں، وقت سے کریں، اچھے جذبات سے کریں، جس طرح چاہے خدمت کریں۔ لیکن ان کی خدمت کریں، دیکھیں پھر کیسے مشکلیں ٹلتی ہیں۔ صحیح بخاری کی روایت آپ نے سنی ہوگی کہ تین لوگ ایک غار میں پھنس گئے تھے، اپنی نیکیوں کا تذکرہ کیا۔ ایک نے اپنے والدین کے ساتھ احسان کی بات کی تو غار کے آگے سے پتھر ہٹ گیا۔ یقین کریں ہماری زندگیوں میں اتنے بڑے بڑے پتھر جو آتے ہیں؛ ہم اپنی زندگیوں میں والدین کے ساتھ احسان کر کے ان بڑے بڑے پتھروں کو ہٹائیں۔ ماں باپ کا احساس اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب ہمارے بچے ہم کو ستاتے ہیں، چوٹ اس وقت پڑتی ہے۔ ہائے میری ماں نے اتنا درد سہا تھا، ہائے اس نے اتنا میرے لئے کیا تھا؛ جب میں اس کے آگے آ کر بولتی تھی تو اس کو کتنا برا لگتا تھا۔ عاجزی، انکساری، خدمت ان کے ساتھ اچھا معاملہ رکھنا ہے۔ اگلی چیز ادب اور احترم ہے۔ کچھ لوگ سب کچھ کرتے ہیں، لیکن باادب نہیں ہوتے، یہ لو کھالو، یوں رکھیں گے جیسے کوئی بوجھ سر سے اتار رہے ہیں۔ کئی دفعہ انسان کی زبان بہت سخت ہوتی ہے۔ ان سے پیار سے محبت سے عاجزی والا معاملہ رکھنا ہے، ان کے آگے نہیں چلنا، ان کے چیزوں کا خیال رکھنا ہے، ان کا نام نہ لینا۔ اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا؛ اے موسیٰ ماں باپ کی خدمت کرنا، ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک رکھنا کیونکہ جو ماں باپ کی عزت کرتا ہے میں اس کی عمر

بڑھا دیتاہوں۔ اس کو ایسا بچہ عطا کرتا ہوں، جو اس کے ساتھ نیکی کرے، اور جو ماں باپ کو ستاتا ہے، میں اس کی عمر کم کر دیتاہوں، اور اُس کو ایسی اولاد دیتاہوں جو اس کو ستائے۔ ذرا سوچیں کتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی سزا اس دنیا میں ہی مل جاتی ہے۔

احسان کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ ان سے محبت کا اظہار کریں، بعض اوقات ہمارے دل میں ان کے لئے بہت کچھ ہوتا ہے، لیکن والدین کے سامنے آتے ہیں جھجھک پیدا ہو جاتی ہے کہ نہیں کر پاتے، ساری دنیا کو آئی لو یو کہتے پھرینگے، ماں کو نہیں کہتے، باپ کو نہیں کہتے۔ صرف عاجزی اور انکساری نہیں چاہیے۔ کندھے بھی جھکائیں، خاموش رہیں، احترام کریں بعض اوقات اَنا کی ماری ہوئی اولادیں ماں باپ کے ساتھ محبت کا اظہار نہیں کرتے۔ ان کو یاد بھی کرتے ہیں لیکن ان کے سامنے کہتے نہیں ہیں، کہ آپ کی مجھے یاد آتی ہے، میں آپ سے پیار کرتی ہوں، لیکن ان کے سامنے آکر ایک دم لڑنے لگتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے والدین کو ایک مرتبہ پیار سے دیکھتا ہے اللہ سبحانہ تعالی اس کو حج مبروک کا ثواب دیتے ہیں۔ تو کہا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سو بار دیکھے آپ صلی اللہ علیہ میرے سامنے وسلم نے فرمایا اللہ کے ہاں اجر کی کوئی کمی نہیں ہے؛ یہ روایت ابن عباس رضی تعالی عنہا کی ہے، کہا اں کوئی سو بار بھی دیکھے گا تو اس کو سو بار اجر ملے گا۔ کتنا مشکل ہے آج کے دور میں حج کرنا، کتنا مہنگا ہے، اور کتنا خرچہ ہے، اور کتنا آسان ہے اس کا اجر لینا، کسی کے لیئے مشکل نہیں ہے، اگر ہم کریں۔

پھر اس طرح گفتگو میں نرمی، ان کے ساتھ نرم بات کریں۔ ایسے نہ گرجیں جیسے بادل گرج رہے ہیں۔ بعض اوقات لوگ دوسروں سے بات کرتے ہیں نرم صاف طریقے سے آرام سے سکون سے، مگر والدین کے ساتھ ان کا انداز سخت اور ناگواری والا ہوتا ہے۔ فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا

تَنۡهَرۡهُمَا ــ ان کو اف تک نہ کہو. عربی زبان میں کہاوت ہے اُف کہنے سے تو چراغ بھی بجھ جاتے ہیں۔ سوچیں بوڑھے والدین کے دل کے چراغ نہیں بجھتے ہونگے۔ ناگواری کا سب سے ہلکا درجہ ہے۔ کہ آپ ان کو اف کہیں۔ کہاں ان کے ساتھ بدتمیزی کرنا، ان کے سامنے چیخنا، ان کے ساتھ سخت لہجے میں بات کرنا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے والدین کو ملنے کے لیے جتنے قدم چل کے جاتا ہے ہر قدم پر اللہ تعالی سو نیکیاں لکھتے ہیں۔ سو گناہ معاف فرماتے ہیں سو درجات بلند فرماتے ہیں. پھر جب وہ ان کے سامنے بیٹھ کر اچھی باتیں کرتا ہے، اللہ تعالی قیامت کے دن اس کو نور دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ جب وہ اٹھتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر اٹھتا ہے۔ بطرت النا صحین عربی کی کتاب سے ماخوذ ہے۔ صرف اچھی باتیں کرنی ہیں، کتنا آسان ہے نیکی کمانا، اور ہم کتنا روتے ہیں نیکیاں لینے کے لئے، لیکن گھر کی نیکیاں ہمیں اچھی نہیں لگتیں۔ کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ تو پاس ہی نہیں؛ تو ہم کیسے کریں خدمت۔ اپنے ساس سسر کے ساتھ اچھا رویہ رکھیں، ان کی خدمت کر لیں، پھر دیکھیں آپ کو کتنا پیار ملتا ہے کتنا سکون ملتا ہے۔ اور ساس کے ساتھ پیار کرنے میں آپ کو اجر زیادہ ملے گا، اپنی ماں کے ساتھ تو ایک فطری تعلق ہوتا ہے، بناکے دیکھیں ایک غیر عورت کو اپنی ماں، آپ اُس کی خدمت کر کے دیکھیں، آپ کو محسوس ہو گا پچھلے کئی سالوں میں جو عورت آپ کو ناگوار گزرتی تھی، اس سے آپ کو پیار ہو جائے گا۔

آپ کو پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ ساس ماں سے زیادہ جلد راضی ہوتی ہے، جلدی مان جاتی ہے۔ بغیر کسی دکھاوے اور غرض کے کر کے دیکھیں۔ خالص نیت سے۔ پتھروں میں سوراخ ہو جاتے ہیں، دل تو پھر بڑے نرم ہوتے ہیں۔ پھر ایک اور احسان کیا ہے کہ ان سے مشورہ لیں، ایک اور ظلم جو بچے کرتے ہیں کہ جو کچھ کرتے ہیں والدین سے مشورہ نہیں کرتے، ان سے پوچھوں؛ ان کو کیا پتہ؛ ان

کو کیا سمجھ، بس آ کے بتا دیا ہم نے کر لیا ہے رشتہ، یا کوئی کام، پوچھنا گوارا ہی نہیں کیا، آپ کو منع کر دیں گے کیا؟ آپ کو روک دیں گے کیا؟ آپ تو کسی کی مانتے ہی نہیں آپ نے تو اپنی ہی کرنی ہوتی ہے۔ والدین سے کہاں پوچھنا ہوتا ہے۔ مشورہ ضرور لیں چھوٹی چھوٹی بات پر کیا فرق پڑتا ہے؛ کہ میں آج کیا پکاؤں؟ ایک یہ کہنا کہ یہ پکا رہی ہوں، ایک یہ کہنا کہ امی آج کیا پکائیں؟ کیا مشکل ہے پوچھنا؛ یقین کریں یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جو ہماری زندگی میں حسن لاتی ہیں، خوبصورتی لاتی ہیں خوشیاں مہنگی نہیں ملتی، چھوٹی چھوٹی چیزوں سے خوشیاں مل جاتی ہیں۔ اگر ہم کوشش کریں تو چھوٹی چھوٹی چیزوں سے احساس تو دلائیں ایک دوسرے کو۔

آج کا سب سے بڑا المیہ کہ بچے جب خود مختار ہو جاتے ہیں، تو والدین کی نہیں سنتے، ان کو اہمیت نہیں دیتے۔ جب تک چھوٹے رہتے ہیں انہی پر انحصار کرتے ہیں، جیسے ہی بڑے ہوتے ہیں خود مختار ہوتے ہیں، تو اہمیت ہی نہیں دیتے۔ بعض اوقات ہم والدین کو اتنا پیچھے کر دیتے ہیں کہ ان کی مالی ضرورت بھی پوری نہیں کرتے، کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اپنے والدین کو دیتے ہیں آگے سے والدین کسی اور کو دے دیتے ہیں، چاہے وہ جس کو دیں آپ کا فرض ہے آپ ان کو دیں، ان کی مرضی وہ جس کو دیں بیٹے کو دیں بیٹی کو دیں، جس کو چاہے وہ دیں، آپ تو اپنا فرض ادا کریں، آپ کو تو دینے کا اجر ملے گیا، جتنا آپ ان کے ساتھ اچھا معاملہ رکھیں گے، وہ آپ کے ساتھ اتنا ہی خوش رہیں گے۔ حدیث ہے حضرت ابن عباس رضی تعالی عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے صبح اس حالت میں کی کہ وہ ان احکامات پر اللہ کا اطاعت گزار ہوا جو اللہ نے والدین کے حق میں نازل فرمائے ہیں، تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیے گئے۔ اگر اُن میں سے کوئی ایک ہو تو جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے

بارے میں اللہ کے بھیجے ہوئے احکامات سے منہ موڑا، (اللہ تعالی ہمیں محفوظ رکھے)، تو اس نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں، اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہے تو جہنم کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ماں باپ اس کے ساتھ زیادتی بھی کر رہے ہوں تو، جو اکثر اوقات زیادتی ہو جاتی ہے، ماں باپ بھی انسان ہیں، فرشتے نہیں، زیادتی ہو سکتی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک وہ زیادتی ہی کیوں نہ کر رہے ہوں حدیث میں تین بار یہ الفاظ آتے ہیں۔ کہ ہاں بے شک وہ زیادتی ہی کیوں نہ کر رہے ہوں۔ ہم کس طرح غلط رویہ استعمال کرتے ہیں اپنے والدین کے لئے، معاف کریں بعض بہویں ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنے شہروں سے ان کی جنت چھیننے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتی سوچتی ہیں کہ یہ کسی طرح پیچھے ہو جائیں، کون سی یہ ہماری ماں ہے، آپ کی ماں نہیں ہے آپ کے شوہر کی تو ماں ہے اس کی تو جنت ہے۔

یہ مکافات عمل ہے۔ انسان جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنے کمروں کو اپنے گھروں کو تو صاف اور سجاوٹ سے مزین رکھتے ہیں مگر والدین کے کمرے بوسیدہ اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ تو تھوڑے دن میں ہی چلے جاتے ہیں۔ نیکی کمانے کے لئے اس سے بہتر موقع اور وقت کوئی بھی نہیں ہے۔ جتنا ہو سکتا ہے والدین کی خدمت کر کے اجر و ثواب کما لیں، ایک بار یہ وقت چلا گیا پھر ساری زندگی پلٹ کر نہیں آتا۔ طبرانی کی ایک روایت ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا باپ کی ناراضگی سے بچو، کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال سے آتی ہے۔ یعنی ایک ہزار سال دور ہوتے ہیں جنت کی خوشبو آنے لگتی ہے، مگر والدین کی نافرمانی کرنے والا اس کی خوشبو نہیں پائے گا۔ طبرانی کی روایت ہے ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ تمہیں بڑے گناہ بتاؤں، 3 تین مرتبہ یہی کہا؛ صحابہ کرام نے عرض کہا اللہ کے رسول ضرور ارشاد فرمایئے؛، آپؐ نے فرمایا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا، اور والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، تکیہ چھوڑ دیا فرمانے لگے، سنو جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، پھر صحابہ کرام نے فرمایا کہ آپ یہ بات کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے سوچا کاش آپ خاموش ہو جائیں یعنی صحابہ کرام سے (پریشانی کی وجہ سے) برداشت نہیں ہو رہی تھی یہ باتیں، صحیح بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ تو ماں باپ کی نافرمانی سے بچنا ہے انشاء اللہ تعالی۔ اُنکی ضروریات کا خیال رکھیں، اُنکو دوا چاہیئے تو اسکا پہلے سے انتظام کر کے دیں، کیوں کہ وہ اب آپ پر انحصار کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص اللہ کے نبیؐ کے پاس آیا، ماں باپ کی شکایت کی، کہتا جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں، آپؐ نے اس شخص کے باپ کو بلایا۔ ایک بوڑھا، کمزور سا شخص لاٹھی ٹیکتے ہوئے آپؐ کے پاس آیا، آپ صلی علیہ وسلم نے اس سے تحقیق فرمائی، اس نے کہنا شروع کیا؛ اے اللہ کے رسولؐ؛ ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور اور بے بس تھا، طاقت نہیں تھی، اسوقت میں مالدار تھا یہ خالی ہاتھ تھا، میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا، آج میں کمزور ہوں اور یہ تندرست اور قوی ہے، آج میں خالی ہاتھ ہوں، اور یہ مالدار ہے، اب یہ اپنا مال مجھ سے چھپاتا ہے، مجھے خرچ نہیں کرنے دیتا، یہ اپنا مال مجھ سے بچا بچا کر رکھتا ہے، بوڑھے کی باتیں سنکر رحمت دوعالمؐ رو پڑے، اور فرمایا، تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ پتا نہیں کیوں سب عورتیں یہ سمجھنے لگتی ہیں میرے شوہر کا مال ہے، اور ذرا کچھ والدین کو دینے کی کوشش کرتا ہے، کہتی ہیں کتنا دیا، کیوں دیا اتنی بھی کیا ضرورت تھی۔ بڑی بدقسمت ہے وہ عورتیں جو شوہر کو اپنے والدین کو پیسے دینے سے روکتی ہیں۔ ان سے ان کی جنت دور کر دیتی ہیں۔ اور احسان کی صورت ہے ان کے لئے دعا کرنا، اللہ تعالی

نے خود ہی دعا سکھا دی وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ، وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اور ان سے احترام کے ساتھ (شریفانہ) بات کرو۔ نرمی ورحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو، (ان کے لیے رحم دلانہ اطاعت کے بازو جھکائے رکھو) اور دعا کیا کرو کہ " پرورد گار، ان پر رحم فرما! جس طرح انہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔(24) میرے والدین پر رحم فرما؛ جیسے انہوں نے مجھ پر رحم کیا جب میں بچہ تھا۔ آج ماں باپ بوڑھے نہ لگیں وہ اور بات ہے۔ لیکن بڑھاپا اپنی جگہ، بڑھاپا ہوتا ہے۔ سفید بالوں کو رنگ لے کسی بھی رنگ میں، لیکن بڑھاپے کی کمزوری اپنی جگہ۔ جن بچوں نے اپنے والدین کو ناراض کیا ہوتا ہے، اور وہ اس دنیا میں نہیں ہوتے۔ ان کے والدین زندہ ہوں تو وہ یہ دعا اپنے والدین کے لئے پڑھیں۔ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: میں نے اپنے والدین کو اس حال میں چھوڑا تھا کہ جب وہ اس دنیا سے گئے تھے تو وہ مجھ سے ناراض تھے، اس وقت احساس نہیں ہوا جوانی میں پتہ نہیں چلا، اب میں کیا کروں؟ تو آپؐ نے فرمایا، تم ان کے لئے دعا پڑھو، رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۔ بہت سے لوگ یہ دعا نہیں جانتے، آج کے بچوں کو تو آتی ہی نہیں ہے۔ آج کوئی مر جائے تو پتہ نہیں کیا کچھ ہم پڑھتے رہتے ہیں۔ قل کے نام پر، ختم کے نام پر، لیکن بہت کم لوگوں کو یہ دعا پڑھتے دیکھا ہے۔

میت کی بخشش کی دعا بہت کم لوگوں کو پڑھتے دیکھا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے دعا کریں، دنیا میں بھی، اور آخرت کے لیے بھی، آپ کو کیا پتا آپ کی دعاؤں کی وجہ سے ان کو شفا مل جائے، آپ کی توجہ کی وجہ سے ان کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں۔ ماں باپ کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ باپ کی نسبت ماں کا

درجہ چار گنا زیادہ ہے، کیوں؟ماں کا حق اس لیے زیادہ ہے اس نے تکلیف سہی، نو ماہ پیٹ میں رکھا، کھلایا، پالا پوسا، ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ماں باپ مر جائے تو بھی ان کے ساتھ احسان کیا جاسکتا ہے؟ جی ہاں بالکل کیا جاسکتا ہے، ماں باپ کے مرنے کے بعد کی کیا صورتحال ہے۔ نمبر 1، ان کا نماز جنازہ ادا کیا جائے، جو دعا اس وقت ان کے بچے کے دل سے نکلے گی وہ کسی عالم کے دل سے بھی شاید نہ نکل سکے، ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا بخشش کی دعا کرنا، پھر اسی طرح جو وعدے انہوں نے کیے تھے ان کو پورا کرنا، کوئی دینے دلانے کا کہہ گئے تھے تو وہ دے دیجئے، مرنے کے بعد احسان کی اور بھی صورت ہے کہ ان کے دوستوں کا خیال رکھنا، ان کے رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا، روایت ابن حبان کی ہے؛ وہ بے شک آپ کے بھی رشتہ دار ہیں، لیکن اس طرح ملیئے کہ یہ میرے والدین کی پھوپھی ہے، یہ میرے والدین کے ماموں ہیں، کوئی بھی رشتہ ہو سکتا۔ پھر بندے کی نیکیاں والدین کے لیے احسان ہوتی ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت ہے جب کوئی انسان مر جاتا ہے تو اس کا نامہ اعمال کٹ جاتا ہے، ہم جو مرضی پڑھ پڑھ بھیج دیں، لیکن دفتر بند ہو چکا نامہ اعمال کا، لیکن تین چیزیں پیچھے باقی رہتی ہیں۔ پہلی چیز وہ اولاد جو والدین کے مرنے کے بعد ان کے پیچھے دعا کرے، صدقہ جاریہ وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، پھر ان کی طرف سے صدقہ خیرات کیا جائے، اس کا اجر میت کو ملتا ہے۔ ان کی نظریں پوری کرنا، جو جائز کاموں کی تھی، ان کا قرض اتارنا اگر کوئی تھا، قرض فوراً ادا کرنا، کوئی وعدہ کیا ہوا ہے کسی سے تو وہ اس کو پورا کرنا، اسی طرح اس میں ساری چیزیں آجاتی ہیں۔ قبر پر جا کر ان کے لیے دعا کرنا، اسی میں رضاعی والدین بھی آتے ہیں، سسرالی والدین بھی آتے ہیں۔ اور اسی میں ہی کسی حد تک استاد بھی آتے ہیں۔ ایک ڈائری رکھیں اپنے پاس کہ، کیا میں نے شعوری طور پر ماں باپ کا شکریہ ادا کیا ہے؟ آیا

ان کو سلام میں پہل کرتی ہوں؟ میں ان کا اس طرح احترام کرتی ہوں؟ جس طرح ان کا حق ہے؟ والدین کے ساتھ گفتگو کرتے وقت میرا لہجہ انداز کیا ہوتا ہے؟ والدین کو مخاطب کرنے کا انداز کیسا ہوتا ہے میرا؟ کیا میں نے کبھی اپنے والدین سے اظہار محبت کیا؟ کیا والدین کے ساتھ محبت کے اظہار کے لیے کبھی تحفہ پیش کیا؟ کیا والدین کے بلانے پر فوراجواب دیتی ہوں؟ آپ کو پتہ ہے نفل نماز آپ توڑ سکتے ہیں اگر آپ کو آپ کے والدین بلا رہے ہوں تو؛ ان کی جائز بات ماننے کی بجائے کسی اور کو تو ان کے اوپر ترجیح تو نہیں دیتی؟ کیا والدین کی لباس اور کھانے پینے کا خیال رکھتی ہوں؟ کیا والدین کے رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک رکھتی ہو؟ کیا والدین کے لیے دعا کرتی ہوں؟ کیا اپنے والدین کے ساتھ زندگی میں جو سخت رویہ استعمال کیا اس پر افسوس کرتی ہوں؟ کیا ندامت کے آنسو بہاتی ہوں؟ میں اپنے والدین کے ساتھ کیسے بیٹھتی ہوں؟ کیا عاجزی اور انکساری والا انداز ہوتا ہے؟ کیا مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اگر بلندی چاہیے تو اپنے والدین کے ساتھ سامنے سمٹ کر بیٹھنا پڑے گا، جس طرح پرندہ اڑنے سے پہلے اپنے پروں کو سکڑ تا ہے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ اللہ تعالی نے والدین کے سامنے بیٹھنے کا طریقہ بھی بتا دیا، عاجزی سے انکساری سے، سر جھکا کر احترام کے ساتھ بولنے کا طریقہ بتا دیا۔

پھر آج اگر اولاد والدین سے دور ہے تو آج ہم نے بچوں کو دین نہیں دیا۔ ذلت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو ذلیل کرتی ہے، اور ایک وہ ذلت ہے جو بلند کرتی ہے، جو اپنے والدین کے ساتھ عاجز ہو جاتا ہے تو وہ بہت بلند ہو جاتا ہے۔ عاجزی اختیار کرو جو تم کو بلند کر کے اللہ کے قریب کر دے، اپنے آپ کو جھکا کے ان کو سہارا دو۔ کندھے پر ہاتھ رکھنے کے لئے جھکنا پڑتا ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے ہمیں اپنے ماں باپ سے محبت کرنے والا بنا دے آمین۔ کبھی بچے علم والے ہوتے ہیں، علم رکھتے ہیں، والدین کو

علم نہیں ہوتا۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ تمہارے دلوں میں جو ہے اللہ خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس چیز کا غم نہ کرو مخلص رہو اور اللہ سے اجر کی امید رکھو۔ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا اگر تم سعادت مند بنے رہو گے تو اللہ تو بہت رجوع کرنے والے بندوں کو معاف کرنے والا ہے۔ تسلی دے دی، کہ بعض اوقات ماں باپ ناراض ہو جاتے ہیں، جو کچھ وہ کہہ جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں یہاں آیا ہے کہ تم ان کے ساتھ صالح رہو۔ اگر تو ان میں کچھ غلط دیکھو تو اصلاح کا انداز بہت خوبصورت ہونا چاہیے۔ فوراً خاموش ہو جاؤ۔ پھر خوبصورت انداز میں ان کو اچھے سے سمجھاؤ، تم پر ان کی تربیت واجب نہیں ہے، تم ان کی تربیت نہیں کر سکتے، پھر ان شاء اللہ، اللہ تعالی تم سے راضی ہو گا سب سے ضروری بات جو اس پوری آیتوں میں ہم نے سیکھی ہے، ہمارا انداز ان سے بات کرنے کا عاجزانہ ہونا چاہیے، اکثر اوقات لوگ والدین کی خدمت اور اطاعت گزاری میں فرق نہیں رکھ پاتے، خدمت میں اور اطاعت میں فرق ہے۔ خدمت والدین کی انسانوں کی، کی جاتی ہے اطاعت صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، کی جاتی ہے۔ مخلوق کو خوش کرنے کے لیئے، خالق کو ناراض نہیں کرنا۔ یہاں پر کسی قسم کا کوئی کمپرومائز نہیں ہے۔